# اردو فکشن نگاری میں حیدرآبادی خواتین کا حصہ

مرتب

محمد وحیدالدین

اسسٹنٹ پروفیسر اردو

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، نامپلی، حیدرآباد


2020

# Urdu Fiction Nigari Mein Hyderabadi Khawateen ka Hissa

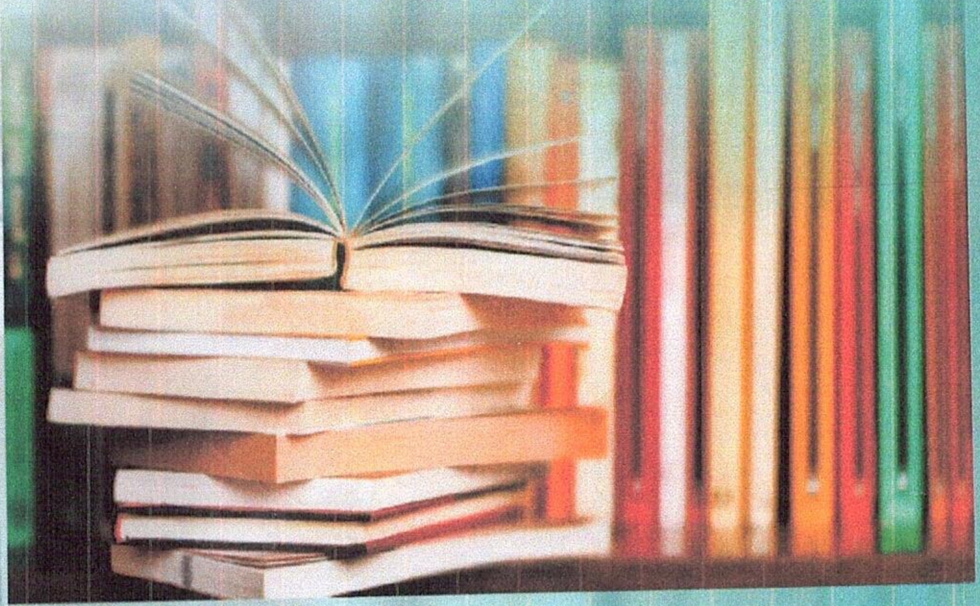


Compiled By

**Mohd Waheeduddin**



9 789354 168550

# فہرست


| سلسلہ نمبر | شاعروں کے نام | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ○ | پیش لفظ | عائشہ بیگم | ۸ |
| ○ | مدح رسول ﷺ کی مدحت | پروفیسر مجید بیدارؔ | ۱۱ |
| | **(الف) خانقاہی شعراء** | | |
| ۱۔ | حضرت یحییٰ پاشا حاذقؔ | | ۱۸ |
| ۲۔ | حضرت عبد القدیر صدیقی حسرتؔ | | ۲۰ |
| ۳۔ | حضرت مولانا حسام الدین فاضلؔ | | ۲۲ |
| ۴۔ | حضرت محمد باشاہ حسینی لئیقؔ | | ۲۴ |
| ۵۔ | حضرت سیف الدین سیف شرفیؔ | | ۲۶ |
| ۶۔ | حضرت سید شاہ شیخین احمد شطاری کاملؔ | | ۲۸ |
| ۷۔ | حضرت مولانا معز الدین قادری الملتانیؒ | | ۳۰ |
| ۸۔ | مولانا محمد حمید الدین حسامی عاقلؔ | | ۳۲ |
| ۹۔ | حضرت سید شاہ اعظم علی صوفی اعظمؔ | | ۳۵ |
| ۱۰۔ | حضرت سید شاہ جمیل الدین عرفیؔ | | ۳۸ |
| | **(ب) حیدر آباد کے شعراء** | | ۴۱ |
| ۱۱۔ | خواجہ عبد العلی صدیقی | | ۴۲ |
| ۱۲۔ | ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ | | ۴۵ |
| ۱۳۔ | الحاج مرزا شکور بیگ | | ۴۸ |
| ۱۴۔ | معراج الدین احمد معراجؔ | | ۵۱ |
| ۱۵۔ | امیر احمد خسروؔ | | ۵۴ |





| سلسلہ نمبر | شاعروں کے نام | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۶۔ | ڈاکٹر علی احمد جلیلیؔ | ۵۶ |
| ۱۷۔ | محمد شمس الدین تاباںؔ | ۵۸ |
| ۱۸۔ | خورشیدؔ جنیدی | ۶۱ |
| ۱۹۔ | نظیر علی عدیلؔ | ۶۳ |
| ۲۰۔ | خواجہ محوی سروشیؔ | ۶۶ |
| ۲۱۔ | قمر الدین صابریؔ | ۶۹ |
| ۲۲۔ | غیاثؔ صدیقی | ۷۲ |
| ۲۳۔ | خواجہ شوقؔ | ۷۴ |
| ۲۴۔ | بے ہوشؔ محبوب نگری | ۷۷ |
| ۲۵۔ | محمد امان علی ثاقبؔ صابری | ۷۹ |
| ۲۶۔ | علی افسرؔ | ۸۲ |
| ۲۷۔ | محمد عنایت علی راہیؔ | ۸۶ |
| ۲۸۔ | وقار خلیلؔ | ۸۹ |
| ۲۹۔ | جوہرؔ ہاشمی | ۹۰ |
| ۳۰۔ | قاضی انجم عارفیؔ | ۹۲ |
| ۳۱۔ | سید دلاور علی [illegible] | ۹۵ |
| ۳۲۔ | محمد وقار الدین صدیقی وقارؔ | ۹۶ |
| ۳۳۔ | رئیسؔ اختر | ۹۹ |
| ۳۴۔ | سید شاہ نصیر الدین بسملؔ ابو العلائی | ۱۰۱ |
| ۳۵۔ | شاغل ادیب شاغلؔ | ۱۰۲ |
| ۳۶۔ | رحمٰن جامیؔ | ۱۰۵ |
| ۳۷۔ | صلاح الدین نیرؔ | ۱۰۷ |

۳۸۔ غازی الدین کمالؔ صدیقی ۱۰۹

۳۹۔ زاہدؔ قادری ۱۱۲

۴۰۔ مسعود جاویدؔ ہاشمی ۱۱۵

۴۱۔ شاہ محمد معین الدین صدیقی قادری جریؔ ۱۱۷

۴۲۔ قاسم شرفی ۱۲۰

۴۳۔ ڈاکٹر عقیلؔ ہاشمی ۱۲۲

۴۴۔ شفیع اقبالؔ ۱۲۵

۴۵۔ رؤف خلشؔ ۱۲۷

۴۶۔ ڈاکٹر سلیم عابدی ۱۳۰

۴۷۔ سید اجمل حسین اجملؔ گلبرگوی ۱۳۲

۴۸۔ صوفی محمد سلطان قادری شطاری ۱۳۴

۴۹۔ رحمتؔ سکندرآبادی ۱۳۷

۵۰۔ یوسف روشؔ ۱۳۹

۵۱۔ سائرؔ مظہری ۱۴۲

۵۲۔ محمد مظہر محی الدین مظہرؔ ۱۴۴

۵۳۔ عزیزؔ ناگپوری ۱۴۷

۵۴۔ علی الدین نویدؔ ۱۵۰

۵۵۔ عزیز حسین عزیزؔ ۱۵۲

۵۶۔ جلال عارفؔ ۱۵۵

۵۷۔ سید علی شریف یداللہی عادلؔ ۱۵۸

۵۸۔ ڈاکٹر خواجہ فرید الدین صادقؔ ۱۶۰

۵۹۔ مولانا سید صادق محی الدین فہیمؔ ۱۶۳





۶۰۔ ڈاکٹر راہیؔ ۱۶۵

۶۱۔ ڈاکٹر رؤف خیرؔ ۱۶۸

۶۲۔ تقی عسکری ولاؔ ۱۷۰

۶۳۔ پروفیسر محمد علی اثرؔ ۱۷۳

۶۴۔ محمد یوسف الدین یوسفؔ ۱۷۸

۶۵۔ پروفیسر مجید بیدارؔ ۱۸۱

۶۶۔ ڈاکٹر فاروق شکیلؔ ۱۸۵

۶۷۔ مسرورؔ عابدی ۱۸۸

۶۸۔ رؤف رحیم ۱۹۱

۶۹۔ سید جلال الدین حسینی جنیدؔ ۱۹۴

۷۰۔ سکندرؔ شرفی ۱۹۷

۷۱۔ الطاف صمدانی ۱۹۹

۷۲۔ محمد عقیل احمد عقیلؔ ۲۰۲

۷۳۔ سید حامد حسین شرفی حامدؔ ۲۰۵

۷۴۔ ڈاکٹر نادرؔ المسدوسی ۲۰۸

۷۵۔ قاضی فاروقؔ عارفی ۲۱۱

۷۶۔ اطیبؔ اعجاز ۲۱۳

۷۷۔ اسد ثنائی ۲۱۶

۷۸۔ سردار سلیم ۲۲۰

○ حوالے و حواشی ۲۲۲

© جملہ حقوق بحقِ مرتب محفوظ ہیں

# Urdu Fiction Nigari Mein Hyderabadi Khawateen ka Hissa

**Compiled By**
**Mohd Waheeduddin**
**Mob : 9885059195**
**Year of Edition 2020**
**ISBN 978-93-5416-855-0**
**Price Rs 300/-**

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | اردو فکشن نگاری میں حیدرآبادی خواتین کا حصہ |
| مرتب | : | محمد وحید الدین |
| پتہ | : | مکان نمبر 19-4-321/3/G، کشن باغ، حیدرآباد۔64 |
| سن اشاعت | : | 2020ء |
| تعداد | : | 500 |
| قیمت | : | 300روپئے |
| صفحات | : | 184 |
| کمپیوٹر کتابت | : | ابوافہام |
| مطبع | : | ہولی کراس پرنٹرس، حیدرآباد |

*Compiled & Published By*
Mohd Waheeduddin
19-4-321/3/G, Kishan Bagh, Hyderabad - 64
Mobile No : 9885059195

## فہرست


| | | |
|---|---|---|
| 1) پیش لفظ | | 4 |
| 2) جیلانی بانو کا ناول 'ایوان غزل' ایک مطالعہ | ڈاکٹر محمد ابرار الباقی | 7 |
| 3) نفیسہ خان کی تحریروں میں خواتین | ڈاکٹر عبدالقدوس | 14 |
| 4) رفیعہ منظور الامین کا افسانہ ''چادر'' ایک جائزہ | ڈاکٹر محمد سمیع الدین | 21 |
| 5) اکیسویں صدی کا بہترین ترقی پسند ناول ''آتش داں'' | محمد اماں اے کے | 26 |
| 6) ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کا افسانوی مجموعہ ''کچے دھاگے'' کا جائزہ | ڈاکٹر عائشہ بیگم | 38 |
| 7) ترقی پسند حیدرآبادی خاتون افسانہ نگار نجمہ نکہت | ڈاکٹر میمونہ بیگم | 48 |
| 8) واجدہ تبسم کی افسانہ نگاری | ڈاکٹر گل رعنا | 57 |
| 9) جیلانی بانو کے افسانہ ''جنت کی تلاش'' کا تجزیہ | ڈاکٹر محمد نظام الدین | 62 |
| 10) ڈاکٹر اقبال ثریا سحر بحیثیت بچوں کے فکشن نگار | ڈاکٹر اسرار الحق سبیلی | 66 |
| 11) جیلانی بانو کی فکشن نگاری 'ایوان غزل' کے حوالے سے | فیاض حمید | 75 |
| 12) صغریٰ ہمایوں مرزا کے اصلاحی ناول | ڈاکٹر عظمت اللہ جی | 87 |
| 13) جیلانی بانو کے افسانوں میں انسانی نفسیات | ڈاکٹر نصرت مینو | 91 |
| 14) واجدہ تبسم کے ناول میں حقیقت نگاری | ڈاکٹر عبدالمغنی صدیقی | 104 |
| 15) ڈاکٹر منظور الامین کی فکشن نگاری | محمد ریاض | 114 |
| 16) جیلانی بانو کے ناول 'ایون غزل' میں تہذیبی تصادم | محمد نسیم | 120 |
| 17) فریدہ زین کے افسانوں میں سماجی مسائل | وسیم بیگم | 128 |
| 18) حجاب امتیاز علی کی فکشن نگاری | فریدہ بیگم | 143 |
| 19) جیلانی بانو کی افسانہ نگاری میں عورت | خوشبو پروین | 151 |
| 20) رفیعہ منظور الامین کی افسانہ نگاری | جی بی عائشہ | 157 |
| 21) حجاب امتیاز علی کی فکشن نگاری شیخ | محمد سراج الدین | 164 |
| 22) جیلانی بانو بحیثیت اردو فکشن نگار | عابد حسین گنائی | 171 |

ڈاکٹر عائشہ بیگم
اسسٹنٹ پروفیسر وصدر شعبۂ اُردو
گورنمنٹ ڈگری کالج، ظہیر آباد،

# ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کا افسانوی مجموعہ ''کچے دھاگے'' کا جائزہ

بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی افسانہ نگاری کو عروج حاصل ہوتا گیا۔ ترقی پسند تحریک کی ابتدا کے ساتھ ہی یعنی 1936ء کے بعد سے ہی ترقی پسند تحریک کے اثرات سے نہ صرف شاعری بلکہ افسانہ نگاری پر بھی اثر ہورہا تھا لیکن جامعہ عثمانیہ کے قیام کے بعد جامعہ سے تعلق رکھنے والے اساتذہ میں ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کو اہم مقام حاصل ہے جنہوں نے ترقی پسند تحریک کے اثرات سے خود کو دور رکھ کر اپنی الگ پہچان بنائی۔ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ چونکہ انگریزی ادب سے خوب واقف تھیں انہوں نے اپنے مشاہدات کی گہرائی وگیرائی کے ذریعہ مستقبلِ قریب کے اوراق کو پرکھ لیا تھا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے افسانوں میں نفسیاتی مسائل کے ساتھ ساتھ طبقاتی مسائل کو بھی پیش کیا ہے۔ ان کے افسانوں کے کردار متوسط طبقے کے کردار ہیں جو طبقاتی کشمکش سے گزر کر اپنے حق کے حصول کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان کے درمیان اونچ نیچ، سکھ دکھ، امیری وغریبی کی چادر حائل ہوتی ہے۔

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کے افسانوں کی مخصوص پہچان نسوانی مسائل کی عکاسی ہے۔ اس کے علاوہ بدلتی قدروں کے باعث ہونے والی تبدیلیوں کو اپنے افسانوں میں جگہ دیتے ہوئے ہندوستانی تہذیب وروایات کو تجربات ومشاہدات کے دھاگے میں پروکر سماجی اصلاح کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ان کے افسانون کے اثرات دیرپا ہوتے ہیں جو



عرصے تک قاری کے ذہن پر چھائے رہتے ہیں۔ افسانوی مجموعہ کچے دھاگے 1949ء میں شائع ہوا جو جملہ نو افسانوں پر مشتمل ہے یہ افسانے نسوانی مسائل کی ترجمانی کرتے ہیں نسائی نفسیات کی کشمکش سے گزرتے ہوئے فطرتِ انسانی اورغمِ زندگی کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ ''کچے دھاگے'' کے پس منظر میں ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ خود رقم طراز ہیں:

> ''میرے افسانوں کا پس منظر یہی فطرتِ انسانی اورغمِ عشق ہے انسانی فطرت کی بوقلمونی رنگارنگی اس کا حزن اس کی یاس اس کی مسرت اسکی مظلومی میرے افسانوں کا موضوع ہے۔ ممکن ہے یہ انفرادی خزینے اجتماعی دور میں ادب بھی اجتماعی بن گیا ہے زیادہ مقبول نہ ہوسکیں۔ لیکن میرے پیشِ نظر عالم گیر ادب کا وہ رجحان ہے جس کی بدولت اس کے ڈانڈے نفسیات کی سرحدوں سے مل گئی ہیں۔''

(کچے دھاگے از ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ ص ب)

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کی افسانہ نگاری کے تعلق سے نصیرالدین ہاشمی اپنی تصنیف ''دکن میں اُرد'' میں یوں رقم طراز ہیں:

> ''رفیعہ سلطانہ کو افسانہ نگاری ڈرامہ نگاری اورتنقیدی مضامین کا سلیقہ حاصل ہے آپ کے مختلف فیچر اسٹیج ہوچکے ہیں افسانوں کا مجموعہ کچے دھاگے شائع ہوچکا ہے رفیعہ سلطانہ کے افسانوں میں انسانی فطرت کی بوقلمونی رنج مسرت حزن و یاس اور مظلومی کا تذکرہ بڑی اچھی طرح ہوتا ہے موجودہ دور کے افسانوں کے کردار کی اچھی تصویر کھینچتی ہیں کردار کے تحت

الشعوری کیفیتوں کو واضح کرتی ہیں جنسی کشمکش کو پیش کرتی ہیں
مگر ساتھ ساتھ عورت کے وقار کو صدمہ ہوتا ہے اور نہ عریانی
پائی جاتی ہے۔ مردوں کی ہرجائیت کو اُجاگر کرنے میں ان کا
قلم بڑا ازور دکھاتا ہے۔"

(دکن میں اردو از نصیر الدین ہاشمی ص 819)

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے نفسیاتی اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ انسانی فطرت نیکی بدی، اچھائی برائی، خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہے۔ جو انسانی نفسیات کا ایک اہم حصہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہر قسم کے کرداروں کو اپنی تحریروں میں پیش کیا انہوں نے جزئیات نگاری یعنی چھوٹے سے چھوٹے واقعہ پر روشنی ڈالی ہے۔ جو بظاہر معمولی ہوتا ہے لیکن وہی انقلاب کا باعث ہوتا ہے۔ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے تغیر اور تبدیلی کو انسانی زندگی کی اہم ضرورت قرار دیا گیا ہے۔ یہاں افسانوی مجموعہ کچے دھاگے کا مختصر اجائزہ لیا جائے گا۔

## زیروبم:

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کا افسانہ زیروبم مجموعہ کلام کچے دھاگے کا پہلا افسانہ ہے جس کا موضوع مرد کی ازلی بے وفائی اور عورت کی بے لوث و بے غرض چاہت ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت اس کے نام میں ہے جس کے آغاز سے لیکر انجام تک جذبات کے اتار چڑھاؤ کی مکمل تصویر کشی کی ہے وہ اس تعلق سے پس منظر میں یوں رقم طراز ہیں:

''زیروبم طفلی کا ایک سادہ سا رومان ہے جو دو حساس طبیعتوں
کے مالک انسانوں کی زندگی تباہ کردیتا ہے۔ اس کی سب سے
بڑی خصوصیت اس کے نام میں ہے۔ اس میں آپ جگہ جگہ



جذبات کا اتار چڑھاؤ آغاز اور انجام دونوں جذبات کے اُتار
چڑھاؤ کی مکمل تصویریں ہیں یہی اس افسانے کی خصوصیات
ہیں۔''

اس افسانے ہیرو کی ہرجائی پن کا اظہار ہے دولت کے نشے میں وہ سچی محبت کی قدر نہ کرسکا۔ لیکن ثریا اسکی بے وفائی کو سہہ نہ سکی وکیل سے شادی کے بعد بھی وہ اپنی پہلی محبت کو بھلا نہ سکی حتی کہ دق کی بیماری سے انتقال کرگئی۔ ہیرو کی بیوی اپنے شوہر کو ثریا کے انتقال کی خبر سناتی ہے تب وہ آنکھیں چرالیتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ ثریا کی موت کا وہ خود ذمہ دار تو نہیں۔ اس افسانے ثریا کی قربانی اس کی وفاداری کا برملا اظہار ہے جبکہ ہیرو اپنی لاابالی طبیعت اور مطلب پرستی کی وجہ سے ہرجائی پن کے لیے مجبور ہے۔

## کچے دھاگے:

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کا دوسرا افسانہ کچے دھاگے ہے۔ اس افسانے پر مغربی کلچر کا اثر واضح نظر آتا ہے اس افسانے میں انسان کو مختلف زوجی قرار دیا گیا ہے۔ افسانے کے آغاز میں تغیر اور تبدیلی کو انسانی زندگی کی ضرورت قرار دیا گیا ہے۔ جس میں ہیروئن کمرے کی ترتیب وتزین کو اپنی جگہ صحیح دیکھ کر بھی بے چین ہو جاتی ہے اور یکسانیت سے بے زار ہو کر کمرے کی ترتیب بدلنے لگتی ہے۔ افسانے کا یہ کردار تغیر پسند ہے خارج ہی نہیں اس کا باطن بھی تبدیلی چاہتا ہے۔ اس کا بس چلتا تو وہ سماج کے نظام کو درہم برہم کردیتی۔ افسانے کا ایک اہم کردار نعیم ہے جو یورپ کا سفر کرکے آتا ہے۔ وہ اپنے دوست کی بیوی سلمٰی سے باتیں کرتا ہے۔ اور سلمٰی نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی گفتگو سے متاثر ہوتی ہے۔ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے آزادخیالی اور جنسی بے راہ روی کے پس پردہ سفاکیت کو گرفت میں کرنے کی کوشش کی ہے انہوں نے مغرب کی تہذیب کو اجاگر کرتے ہوئے اس کے برے نتائج کو سامنے لاکر پیش کردیا ہے۔ دراصل یہ ایک اصلاحی

افسانہ جو آج بھی اس قسم کی ذہنیت رکھنے والا ہے۔

## نئے پرانے:

افسانہ نئے پرانے میں ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے وقت کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ یہ افسانہ انسانی فطرت کی عکاسی کرتا ہے۔ انسان سب کچھ کر سکتا ہے لیکن وقت کو قابو میں نہیں کر سکتا وقت کو قابو میں کرنا ہے تو اسے وقت سے آگے نکلنا ہوگا۔ نفیس ایک ماڈرن خیالات کی حامل لڑکی ہے جس کی شادی بیرسٹر خان بہادر سے ہوتی ہے۔ خان بہادر کو عورت کلبوں اور پارٹیوں کی بجائے باورچی خانے میں ہی جچتی ہے۔ جبکہ نفیس کو باورچی خانے کی عورت بننا پسند نہیں۔ وہ آزاد خیال ہوتی ہے اور کلبوں میں جایا کرتی ہے اسے اپنے شوہر کے خیالات سے اختلاف ہوتا ہے انہیں اختلافات کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان ایک دیوار حائل ہوتی ہے۔ جو کہ قدیم اور جدید خیالات کی دیوار۔ اسی دوران اس کے دوست پرویز سے ہوتی ہے جو اسے شادی میں ایک مجسمہ تحفے میں دیتا ہے۔ یہ مجسمہ پیرس کے مشہور صناع کا کارنامہ ہے جس میں ایک خوبصورت عورت بنائی گئی ہے جس کی پیشانی پر چوٹی پڑی ہوئی ہے۔ اور نیچے وقت لکھا ہوا ہے۔ نفیسہ کو اس مجسمے کو دیکھ کر بہت بڑی تبدیلی آتی ہے وہ اب پارٹیوں اور کلبوں کے بجائے گھر پر رہنے کو ترجیح دیتی ہے خان بہادر کی ہر رائے سے اتفاق کرنے لگتی ہے۔ وہ عورت کی نسوانی معراج کو سمجھ جاتی ہے کہ شوہر کی خدمت اور رضامندی ہی دراصل عورت کی معراج ہے۔ وہ اپنے دوست پرویز اور خان بہادر کا موازنہ کرتی ہے کہ پرویز اس سے بہت دور جا چکا تھا جو اب واپس نہیں آسکتا تھا۔ جبکہ اس کا شوہر کا ساتھ اسکا ہمیشہ کا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "ہم بھاگتے وقت کے پیچھے بھاگ کر بھی اس کو قابو میں نہیں کر سکتے نہ وقت کو نہ زمانے کو نہ عمر کو۔ وہ کتنی دور جا چکا تھا اور



> خان بہادر وہ بھی تو جوانی کے زمانے کو واپس نہیں لا سکتے جب ہی تو وقت کی چوٹی اسکی پیشانی پر ہے۔ تاکہ تعاقب کرنے والے پیچھے سے اسکا تعاقب نہ کر سکیں۔ تاوقتیکہ اس سے پہلے نہ پہونچ جائیں"

(ماہِ دکن از ڈاکٹر حسینی کوثر ص 257)

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کا یہ افسانہ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ عمر کے ڈھلنے کے بعد خیالات میں ہونے والی تبدیلی وتغیر کو بیان کرتا ہے۔ کہ انسان وقت کے ساتھ ساتھ مصلحت پسند ہو جاتا ہے اور حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔

## کھنڈر:

افسانہ کھنڈر میں اکرم بچپن ہی سے ایک رنگین مزاج کردار ہوتا ہے۔ رضیہ اور اکرم کی بچپن کی محبت کا انجام رضیہ کی کمسنی میں شادی کی صورت میں ہوتا ہے۔ اکرم رضیہ کی شادی ہونے کے بعد اسکی بے وفائی سہہ نہ سکا اسکے دل میں عورت سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اسی نفرت کو دل میں دبائے ہر لڑکی سے دوستی کر کے اسے دھوکہ دے دیتا ہے۔ رضیہ کا انتقام ہر لڑکی سے لیتا ہے۔ انتقام کے جذبے میں وہ اس قدر اندھا ہو جاتا ہے کہ وہ حقیقی مسرتوں سے دور ہو کر عارضی لذتوں سے قریب ہوتا چلا جاتا ہے بے شمار لڑکیوں سے دوستی کے باوجود وہ مطمئن نہیں ہوتا آخری لڑکی یاسمین کی شادی کے بعد وہ اپنی شکست کو برداشت نہیں کر سکتا وہ خود کو ایک تنہا شخص متصور کرتا ہے جس کی جھولی میں کئی دوستیوں کے باوجود عورت کی محبت نہ مل سکی تھی وہ افسوس کرنے لگتا ہے کہ کاش کسی ایک عورت کی محبت اس کا مقدر ہوتی۔ دیر سے ہی سہی لیکن اس کے اندر یہ احساس جاگا کہ اس کی زندگی کی خوشیاں اس سے بہت دور چلی گئی ہیں چنانچہ وہ خود کو

ایک کھنڈر متصور کرنے لگا۔

## بیس سال بعد:

افسانہ بیس سال بعد ایک ایسے کردار کے گرد گھومتا ہے جو ریاض نامی اپنی پسند اور معیار کی لڑکی کے تصور میں ہر لڑکی کو ٹھکرا دیتا ہے کہ کوئی اس کی پسند کی نہیں ملتی۔ ایک عمر گزر جانے کے بعد اسکی ملاقات ایک آئیڈیل لڑکی سے ہوتی ہے لیکن وہ اس سے شادی نہیں کر سکتا کیونکہ عمر کا بہت بڑا فرق آڑے آجاتا ہے۔ تب وہ اپنے مقدر پر افسوس کرتا ہے۔ کہ انسان کو اس کی حسبِ خواہش کی چیز نہیں ملتی اگر ملے بھی تو اس وقت ملتی ہے جب اس کا وقت نہیں رہتا۔

## بھونرا رسیا:

ایک ایسے کردار کا افسانہ ہے جو آزاد منش ہے۔ جس کے نزدیک محبت محض وقتی آسودگی ہے اس کی بیوی ایک تعلیم یافتہ اور مشرقی اقدار کی پابند نہایت شریف اور شوہر پرست واقع ہونے کے باوجود وہ اپنے شوہر کے خلاف آواز تک اٹھا نہیں سکتی۔ لیکن ظہیر کی عاشق مزاجی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کی سہیلی نجمہ سے دوستی کر لیتا ہے وہ اپنی لچھے دار گفتگو اور اونچے خیالات سے اس کا دل جیت لیتا ہے وہ نجمہ کو اعتماد میں لے لیتا ہے وہ اس پر یقین کر لیتی ہے اور سچ مچ محبت کر بیٹھتی ہے لیکن ظہیر کو اس سے کوئی محبت نہیں ہوتی اسے وہ اپنی ہوس کا شکار بنا لیتا ہے۔ یہاں ظہیر کی بیوی رضیہ نا کردہ گناہوں کی سزا کاٹتی ہے اور نجمہ اپنی سہیلی کو دھوکہ دینے کے عوض ظہیر کی ہوس کا شکار بن جاتی ہے۔ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے اس افسانے کے ذریعہ مرد کی بے وفائی کو بڑی عمدگی سے پیش کیا ہے۔

## دلِ ناداں:

دلِ نادان بھی اسی طرز کا ایک افسانہ ہے جس میں افضل شہر کی لڑکیوں کو پسند نہیں



کرتا چنانچہ وہ ایک دیہاتی لڑکی کو بیاہ کر لاتا ہے لیکن بہت جلد وہ اس کے حسن سے بیزار ہو کر شہر کی چکا چوند والی خوبصورت عورتوں میں کھو جاتا ہے وہ دوسری شادی کے درپے ہو جاتا ہے۔ نجمہ مجبوراً دوسری شادی کی اجازت دے دیتی ہے۔ شادی کے بعد وہ اپنی پہلی بیوی کو بھول جاتا ہے۔ نجمہ شوہر کی بے وفائی پر گھٹ گھٹ کر موت کے قریب ہو جاتی ہے۔ دوسری بیوی کی بیماری کے موقع پر نجمہ اسے اپنا خون دیتی ہے اور اسکی جان بچالیتی ہے اسے معلوم ہے کہ اسکا شوہر اس کی سوتن کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خون دینے کے بعد وہ موت کے منہ میں چلی جاتی ہے۔ افضل نجمہ کی قربانی پر حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ وہ سمجھ نہیں پاتا کہ ایک عورت اس قدر ایثار اور قربانی کا پیکر ہو سکتی ہے۔ اسے اپنے کیے پر شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت اسکی یاد میں کھویا رہتا ہے۔ کیوں کہ ہر نیا چاند نجمہ کی یاد دلاتا ہے۔ یہ افسانہ اصلاحی طرز پر لکھا گیا دل کو چھو لینے والا افسانہ ہے جس میں عورت کی سچی محبت کی پیش کشی کی گئی ہے۔

## نور و ظلمت:

افسانے کا آغاز بھائی اور بہن کی بحث اور تکرار سے ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں کچھ حاصل کرنا ہے۔ ظلمت کے اندھیروں کو دور کر کے سماج میں نور کی شمع روشن کرنا ہی آدمی کی اصل معراج ہے۔ دنیا میں نہ جانے ان خیالات کے حامل لوگ کتنے ہونگے جو ترقی پانے والے رجحانات رکھتے ہونگے لیکن سماج کے لوگ اور حالات کا مساعد ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نامساعد حالات کے گرداب میں پھنس کر بہہ جانا مقدر بن جاتا ہے۔ بہن زندگی میں کچھ کر جانے کا احساس رکھتی ہے۔ اس کے نزدیک لڑکی ہونے کے ناطے شادی کرنا شوہر کی خدمت کرنا اور بچوں کی دیکھ بھال کرنا ہی نہیں تھا بلکہ وہ اپنی الگ پہچان بنانا چاہتی تھی۔ وہ سماج کی اصلاح کرنا چاہتی تھی۔ وہ ظلمت میں نور کو لانا چاہتی تھی لیکن سماج کے سنگین ہتھیاروں نے اسکی ایک نہ چلنے دی اور وہ

سماج کی بھینٹ چڑھ گئی۔

**رومیو جولیٹ:**

ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ افسانہ نے اس افسانے میں سطحی عشق کرنے والے دو کرداروں کو پیش کیا ہے۔ اس افسانے کے ہیرو اور ہیروئن دونوں ہی مغربی طرزِ زندگی اظہار ہیں۔ جو محض وقت گزاری کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ رفیعہ سلطانہ اس افسانے کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں اقتباس ملاحظہ کیجئے:

> ''رومیو جولیٹ متمول طبقہ کے نوجوانوں کی اُس بے مصرف اور کھوکھلی زندگی کا ترجمان ہے جس میں بے عصمتی کی استطاعت زیادہ ہوتی ہے۔ جہاں زندگی کی صرف ایک قدر جنس قابلِ قدر ہے۔ یہ افسانے سے زیادہ satire طنزیہ ہے۔ محبت کے معاملے میں قدرت نے مرد کی فطرت میں تلون، اور عورت کی فطرت میں استمراء (دوام) ودیعت کیا ہے۔ مرد کی محبت فوراً ختم ہو جاتی ہے اور عورت کی لگن آخر تک برقرار رہتی ہے۔''

(ماہِ دکن از ڈاکٹر حسینی کوثر سلطانہ ص264-265)

غرض ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کے افسانے بیانیہ طرز میں لکھے گئے حقیقت پسندی لیے ہوتے ہیں۔ وہ ان افسانوں کے ذریعہ قاری کو دعوتِ فکر دیتی ہیں اور سماجی ناانصافی پر چوٹ کرتی ہیں کہ مرد کی بھونرا صفت فطرت اور عورت جو وفا کی دیوی ہوتی ہے جو ایثار اور قربانی کا پیکر ہوتی ہے ان کرداروں کے فرق کو اجاگر کرتی ہیں۔ تاکہ ان افسانوں سے اصلاح ممکن ہو۔



**کتابیات:**

ماہِ دکن از ڈاکٹر حسینی کوثر سلطانہ
دکن میں اُردو از نصیر الدین ہاشمی
کچے دھاگے از ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ
تاریخ اردو ادب از رام بابو سکسینہ